© rasailojaraid.com

نام کتاب	:	کتابیات شبلی
مرتب	:	ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی
ناشر	:	دارالمصنّفین شبلی اکیڈمی۔ اعظم گڑھ
سال اشاعت	:	۲۰۱۱ء
صفحات	:	۲۷۱
قیمت	:	۲۵۰ ہندوستانی روپے
تبصرہ نگار	:	سفیر اختر☆

مسلمانانِ برعظیم پاکستان و ہند کی تہذیبی و ادبی روایت کے نمایندہ مشاہیر میں ایک بڑا ہی روشن نام علامہ شبلی نعمانی (۱۸۵۷-۱۹۱۴ء) کا ہے۔ اُن کے فکر و دانش اور سرمایۂ نظم و نثر سے تین چار نسلوں نے اکتسابِ فیض کیا ہے اور ان نسلوں نے جدید تر فکر و نظر کے نئے نئے چراغ روشن کیے ہیں۔ اس مطالعہ و تجزیہ کو بیک نظر دیکھنے اور کوئی رائے قائم کرنے کے لیے ایک بنیادی ضرورت کسی جامع کتابیات کی فراہمی تھی جسے پورا کرنے کی کوشش معروف شبلی شناس جناب محمد الیاس الاعظمی نے کی ہے۔ جناب اعظمی اور ان کی تالیفات سے ''فکرونظر'' کے قارئین ایک حد تک متعارف ہیں۔ ان کی تحریریں اس کی زینت بنتی رہی ہیں اور ان کی علمی کاوشوں پر بھی اس کے صفحات میں وقتاً فوقتاً اظہار خیال کیا جاتا رہا ہے۔

علامہ شبلی نعمانی کے سرمایۂ قلم اور ان کے فکر و فن پر لکھی گئی کتابوں اور مقالات کی فہرست نگاری کا آغاز جنوری ۱۹۶۰ء میں احمد اسحاق نعمانی کی ابتدائی اور معمولی نوعیت کی کاوش ''مقالہ نما برائے شبلی'' (ماہنامہ ''آج کل''، دہلی، جنوری ۱۹۶۰ء) سے ہوا۔ اس کے بعد خوب سے خوب تر کے انداز میں جدوجہد جاری رہی۔ جناب محمد الیاس الاعظمی نے اس سلسلے کی ایک ایک کاوش کی نشاندہی کرتے ہوئے بجا طور پر لکھا ہے کہ ''کسی بھی کتابیات کے مکمل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا، البتہ یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ [زیر نظر] 'کتابیات شبلی' اب تک کی تمام کوششوں سے زیادہ جامع ہے۔'' (ص ۱۲)

''کتابیات شبلی'' کے اسلوبِ ترتیب و تدوین کے بارے میں جناب مرتب نے لکھا ہے:

''کتابیات شبلی' چار حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں علامہ شبلی کی تمام

☆ سابق چیف ایڈیٹر، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

© rasailojaraid.com
© Dr Muhammad Hamidullah Library, IRI, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

© rasailojaraid.com

> تصنیفات و تالیفات، [ان کے] تراجم اور تلخیصات کا اشاریہ ہے۔ اسی میں علامہ شبلی کی تحریروں سے مرتب کی گئی کتابوں (مدوّنہ کتب) اور ان کے مضامین و مقالات کا بھی اشاریہ ہے ــ ــ ــ ــ دوسرے حصہ میں علامہ شبلی کی شخصیت، خدمات اور ان کے لازوال کارناموں پر لکھی جانے والی کتابوں کے اشاریہ کے ساتھ مضامین و مقالات کا موضوعاتی اشاریہ بھی ہے۔ اس حصہ میں ہند و پاک اور دیگر ممالک کی جامعات میں ایم-اے، ایم-فل اور پی ایچ-ڈی کے لیے جو مقالات لکھے گئے، ان کی بھی فہرست ہے۔ تیسرے حصہ میں خاص علامہ شبلی کی تصنیفات پر لکھے جانے والے مضامین و مقالات کا اشاریہ ہے۔ اسی میں انگریزی و ہندی کتب و مضامین کی فہرست بھی شامل ہے۔ چوتھے اور آخری حصہ میں مصنّفین/ مترجمین اور مقالہ نگاروں کا اشاریہ ہے۔ (صفحات ۱۲-۱۳)

علامہ شبلی کی مؤلفہ کتب، اور ان کی تحریروں پر مشتمل مرتبہ مجموعوں کی جو فہرست الفبائی ترتیب سے حصہ اوّل میں دی گئی ہے، اس میں جناب مرتب نے کوشش کی ہے کہ ان کتابوں کی جملہ اشاعتوں کے بارے میں بنیادی کوائف یک جا ہو جائیں۔ کتابوں کی مختلف اشاعتوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض تصانیفِ شبلی کی اکادکا اشاعتیں جناب مرتب کی نظر میں نہیں آ سکیں، تاہم ان اطلاعات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ علامہ شبلی کی کس کتاب کو کتنی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ ان کی مقبول ترین تالیف ''الفاروق'' ہے جس کی ۴۲ اشاعتوں کا اندراج کیا گیا ہے۔ الفبائی ترتیب میں ''ال تعریف'' کو الفاظ کا لازمی جز سمجھا گیا ہے، اور ''الجزیہ''، ''الغزالی''اور ''الفاروق'' وغیرہ کو بالترتیب ج، غ اور ف کے تحت درج کرنے کے بجائے ''الف'' کے تحت درج کیا گیا ہے۔

''کتابیاتِ شبلی'' میں کتابوں کے اندراج میں عنوانِ کتاب، مصنف یا مؤلف و مرتب، ناشر، جائے اشاعت، سالِ اشاعت اور تعدادِ صفحات دی گئی ہے۔ کسی مجموعۂ مضامین میں شامل تحریر کا اندراج عنوانِ تحریر سے کیا گیا ہے، اور متعلقہ مجموعۂ مضامین کے بارے میں مذکورہ اطلاعات کے ساتھ تحریر کے صفحات کا اندراج کیا گیا ہے، اور اگر تحریر کسی رسالے یا جریدے میں شائع ہوئی ہے تو جریدے کا عنوان، ماہ و سالِ اشاعت اور جریدے کے متعلقہ صفحات کا اندراج کر دیا گیا ہے۔ ایسے مقالات جو لکھنے والوں کے حوالے سے ان کے مختلف مجموعہ ہائے مضامین میں شامل ہیں، یا مختلف رسائل و جرائد میں نقل کیے جاتے رہے ہیں، ان کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مکرر اشاعتوں کی نشاندہی کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔''کتابیاتِ شبلی'' کے جملہ اندرا جات کی تعداد جناب مرتب کی ترتیب و تدوین اور شمار کے مطابق ایک ہزار سات سو ایک (۱۷۰۱) ہے، اگرچہ بعض اندراجات مکرر، سہ کرّر شمار کر لیے گئے ہیں۔

کتابیات کا حصہ دوم (مطالعاتِ شبلی) اور حصہ سوم (تنقید و تجزیۂ تصانیفِ شبلی) ذیلی اجزاء میں منقسم ہیں۔ حصہ دوم کے مقالات و مضامین ۳۹ ذیلی موضوعات میں منقسم ہیں، اور حصہ سوم کے مقالات علامہ شبلی نعمانی کی تصانیف کے حوالے سے منقسم ہیں۔

کسی بھی موضوع پر کتابیات کو کتنے اجزاء میں تقسیم کیا جائے اور کیا ذیلی عنوانات تجویز کیے جائیں؟ چند موٹے موٹے ضوابط کے باوجود مفصل تقسیم اور اجزا بندی کا انحصار مرتبِ کتابیات کے ذوقِ نظر اور حیطۂ معلومات پر ہے، البتہ ذیلی عنوانات طے کر دیے جانے کے بعد مرتب کی کامیابی یا ناکامی اس بات پر منحصر ہے کہ وہ مختلف کتب و مقالات کو اپنے متعین عنوانات کے تحت درج کر سکا ہے یا نہیں۔ اسی سلسلے میں یہ بھی واضح کرنا ضروری ہے کہ بعض مقالات اپنے مباحث کے اعتبار سے ایک سے زائد عنوانات کے تحت آ سکتے ہیں۔ ایسے مقالات کو پہلی بار تو پوری تفصیلات کے ساتھ درج کیا جانا چاہیے اور جہاں بارِ دگر ان کے حوالے کی ضرورت ہو، وہاں سابقہ اندراج کی طرف اشارہ کر دیا جائے۔

جناب محمد الیاس الاعظمی کے ہاں بعض مقامات پر کتب و مقالات اپنے متعین ذیلی موضوع کے تحت درج نہیں ہوسکے۔ ایک ایک اندراج کا ذکر کر کے اس کی نشان دہی کرنا مقصود نہیں ہے، تاہم دو چار مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ حصہ دوم (مطالعاتِ شبلی) میں ایک عنوان ''دریافت'' تجویز کیا گیا ہے۔ ۹۹۵-۱۰۰۸ تک کے اندراجات پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں علامہ شبلی کی متفرق تحریروں کا اندراج ہے جو دارالمصنّفین۔ اعظم گڑھ کے رفقاء کی مرتبہ کتب (''مقالات''، ''مکاتیب'' یا ''خطبات'' وغیرہ) میں جگہ نہیں پاسکی تھیں، اور ان کے شائع ہو جانے کے بعد رسائل و جرائد کے ذریعے سامنے آئی تھیں۔ اندراج ۱۳۷۳ اور مکرر اندراج ۱۵۲۳ (علم کلام پر علامہ شبلی کا ایک نایاب لیکچر) اور اسی طرح اندراجات ۱۳۷۲ و ۱۳۷۴ اور اس کے معاً بعد کے اندراج (جس کا شمار نہیں کیا جاسکا) کو اولاً ''دریافت'' کے تحت آنا چاہیے تھا، اور پھر دوسرے مقامات پر بطور Cross-referance۔

حصہ سوم (تنقید و تجزیۂ تصانیفِ شبلی) میں ''خطوطِ شبلی'' اور ''مکاتیبِ شبلی'' کے دو عنوانات طے کیے گئے ہیں، بلاشبہ ان عنوانات کے مجموعے موجود ہیں، مگر ان کے تحت جو متعدد اندراجات ہیں، وہ براہ راست ان مجموعوں سے متعلق نہیں، اور بعض ایسی تحریریں ہیں جو دونوں سے متعلق ہیں، مزید برآں ''خطوط'' اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''مکاتیب'' کے الفاظ تو علامہ شبلی کی مراسلت مرتب کرنے والوں کے تجویز کردہ ہیں، اور معناً یہ سبھی مکتوبات ہیں۔ ان کے بجائے اگر ایک عنوان ''علامہ شبلی کی مکتوب نگاری'' ہوتا اور ایک عنوان ''علامہ شبلی کی شخصیت ــــــمکاتیب کے آئینے میں'' تو زیادہ مناسب ہوتا۔

ہمارے ہاں **الانسان مرکب من الخطاء و النسیان** کی آڑ تو ہے ہی، مگر سچی بات یہ ہے کہ تصنیف و تالیف اور طباعت و اشاعت کی ہر دو سطح پر وہ اہتمام نہیں کیا جاتا، جس کی واقعتاً ضرورت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری تالیفات میں مغربی دنیا کے علمی مطالعات کی نسبت اغلاط کچھ زیادہ ہی ہوتی ہیں۔ اغلاط عام کتابوں میں ہوں یا رہنمائے کتب طرز کی کاوشوں میں، اصولاً قابل گرفت ہیں، مگر ''کتابیات'' کی غلطی بعض اوقات زیادہ بڑی محسوس ہوتی ہے، کیوں کہ ''کتابیات'' میں فراہم کردہ اطلاعات کے تحت ضرورت مند متعین کتاب یامقالے تک پہنچتے ہیں اور بعض اوقات ان کے حصول میں ان کا خاصا وقت اور کچھ پیسا بھی خرچ ہو جاتا ہے، اگر کتاب یا مقالہ حاصل کرنے کے بعد یہ معلوم ہو کہ ''کتابیات'' میں جو اطلاعات دی گئی تھیں، وہ غلط تھیں تو ضرورت مند کی پریشانی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

علامہ شبلی کی کتابیات کے حوالے سے ماضی میں جو کاوشیں ہوئی ہیں، وہ غلطیوں سے پاک نہیں، مرتب نے کچھ لکھا اور کاتب نے کچھ اور سمجھ لیا، اور اگر کاتب نے مرتب کی تحریر درست لکھ دی تو پروف درست کرنے والے نے اپنی دانست میں ''تصحیح'' کرتے ہوئے درست کو نادرست بنا دیا۔ ''کتاب نامۂ شبلی'' (مرتبہ اختر راہی) ہو یا ''جہانِ شبلی'' (مرتبہ محمد ضیاء الدین انصاری)، ان کے بعض اندراجات ناقص ہیں، مصنّفین یا مقالہ نگاروں کے نام غلط ہو گئے ہیں، اس لیے موضوع پر کسی بھی جدید تر کاوش سے شبلی شناسوں کی یہ توقع بے جا نہیں کہ سابق مرتبین کی اغلاط نہ دہرائی جائیں، اور ان کے اندراجات کی ہر طرح تصحیح و تکمیل کر دی جائے، مگر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جناب محمد الیاس الاعظمی نے اپنے پیش رووں پر غیر ضروری اعتماد کیا ہے، اور ان کے دیے ہوئے ہر اندراج کی بچشمِ خود پڑتال نہیں کی، اور ان کی بعض اغلاط دہرا دی ہیں اور کہیں کہیں یہ احساس بھی پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے جو مزید اندارجات فراہم کیے ہیں، ان کے لیے بھی ثانوی مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔نمونے کے طور پر چند اندراجات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

☆ حصہ دوم (مطالعاتِ شبلی) میں پہلی کتاب (اندراج ۳۹۸) ''اردو کا بہترین انشا پرداز، [مولفہ] وحید قریشی'' درج کی گئی ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی (م ۲۰۰۹ء) کی تالیف کا درست عنوان ''اردو کا بہترین انشائی ادب (رجب علی بیگ سرور سے دور حاضر تک)'' ہے۔

☆ صفحہ۱۵۲ پر ''شبلی اور ابو الکلام آزاد'' کے تحت ایک اندراج محمد دین تاثیر کی تحریر کا ہے۔ اس تحریر میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا ابو الکلام آزاد کا کوئی ذکر نہیں، بلکہ محمد حسین آزاد اور علامہ شبلی نعمانی کے اسلوب کا تقابل کیا گیا ہے۔

☆ بعض اہلِ قلم نے علامہ شبلی نعمانی کی سوانح حیات یا فکر و دانش کے حوالے سے مختلف اہداف کے تحت وقتاً فوقتاً قلم اٹھایا ہے، عنوان بھی ایک جیسا رکھا ہے، مگر تحریریں بعض معلومات کے اشتراک کے باوجود الگ الگ ہیں، ان تحریروں میں فرق نہیں کیا جاسکا اور انہیں ایک ہی اندراج کے تحت درج کر دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر اندراج ۷۶۴ میں سیّد عبد اللہ (م۱۹۸۶ء) کی تحریر ''شبلی'' کا اندراج ہے۔ انہوں نے ''اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ'' (دانش گاہ پنجاب۔ لاہور) کے لیے مقالہ لکھا، ان کی تالیف ''سرسید اور ان کے نامور رفقاء کی اردو نثر کا فنی اور فکری جائزہ'' میں علامہ شبلی کی نثر کا مختلف انداز میں جائزہ لیا گیا ہے، اور ''طیف نثر'' ان کے کلاس لیکچرز کا مجموعہ ہے۔ان تین کتابوں میں تین مختلف تحریریں ہیں، اگرچہ تینوں کا موضوع علامہ شبلی نعمانی ہیں۔

یہی کیفیت اندراج ۷۹۸ کی ہے۔ اس میں شیخ محمد اکرام (م۱۹۷۳ء) کی ایک تحریر کا ان کی تالیفات ''موجِ کوثر'' اور ''ارمغان پاک'' کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے۔ ''موجِ کوثر'' میں شیخ محمد اکرام نے علامہ شبلی نعمانی کا ذکر سرسیّد احمد خاں کی تحریک کے ردِعمل کے طور پر کیا ہے اور مبحث دینی و سیاسی افکار ہیں جب کہ ''ارمغان پاک'' برعظیم کی فارسی شاعری کا تعارف اور انتخاب ہے۔ ان دو مختلف تحریروں کو الگ الگ کیا جانا چاہیے تھا۔

حصہ سوم (تنقید و تجزیہ تصانیف شبلی) میں علامہ شبلی نعمانی کی ''شعر العجم'' پر حافظ محمود شیرانی (م۱۹۴۶ء) کی ''تنقید شعر العجم'' کے حوالے سے ماہنامہ ''برہان'' (دہلی) کے یہ تین اندراجات ہیں:

(۱۴۷۳ تنقید شعر العجم تبصرہ، م ح، ماہنامہ برہان، دہلی، فروری ۱۹۴۴ء، ص ص ۱۵۹-۱۶۰

(۱۴۷۷ تنقید شعر العجم تبصرہ، عتیق الرحمان عثمانی، ماہنامہ برہان، دہلی، فروری ۱۹۲۴ء

(۱۴۷۹ تنقید شعر العجم مؤلفہ محمود شیرانی، محمد یوسف اصلاحی، ماہنامہ برہان، دہلی، فروری ۱۹۴۴ء، ص ص ۱۵۹-۱۶۰

اندراج ۱۴۷۷ تو اس لیے بالبداہت غلط ہے کہ فروری ۱۹۲۴ء میں نہ ماہنامہ ''برہان'' کا کوئی وجود تھا، اور نہ اس وقت تک حافظ محمود شیرانی کی کتاب شائع ہوئی تھی۔ ماہنامہ ''برہان'' کا پہلا شمارہ جولائی ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا تھا۔

اندراج ۱۴۷۳ اور ۱۴۷۹ میں ''برہان'' کے ایک ہی شمارے اور یکساں صفحات کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ تبصرہ دو مختلف افراد کی طرف کس طرح منسوب ہو سکتا ہے جب کہ ''م ح'' ''محمد یوسف اصلاحی کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مخفف بھی بظاہر نہیں بن سکتا۔

''کتابیاتِ شبلی'' کی ورق گردانی کرتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مصنّفین اور مقالہ نگاروں کے نام درست طور پر نہیں لکھے جاسکے۔ کچھ نام یہ ہیں (قوسین میں اندراج نمبر کے ساتھ ''کتابیات'' میں دیا ہوا نام بھی درج کر دیا گیا ہے۔): سیّد محمود آزاد (۴۱۵، سیّد محمد آزاد)، محمد اسحاق شمس (۴۲۳، محمد اسحاق شمسی)، خان رشید (۵۴۶، رشید خاں)، افضل حق قرشی (۵۷۰، ۶۲۷، ۱۰۰۶، افضل حق قریشی)، محمد بشیر چھٹہ (۶۴۰، محمد بشیر چھٹہ)، ہارون الرشید (۶۴۳-۶۴۴، ہارون رشید)، بشیر احمد میاں (۶۶۶، بشیر الدین احمد میاں)، ممتاز منگلوری (۶۶۹، ممتاز بنگلوری)، نعیم تقوی (۱۶۴۱، نعیم نقوی)، احراز نقوی (۱۵۶۵، احرار نقوی)، محمد منور (۱۶۳۳، محمد منصور)۔ اسی طرح ''یادگار نظر'' (۱۶۳۴) کو ''یادگار جگر'' بنا دیا گیا ہے۔ اندراج ۷۸۰ میں ''مضامین شرر'' کے ناشر کے طور پر مجلس ترقی ادب۔لاہور کا نام دیا گیا ہے، جو ہماری معلومات کی حد تک درست اطلاع نہیں۔

ایسے اندراجات کی تعداد کافی زیادہ ہے جن کے عنوانات میں کسی لفظ کی کمی بیشی ہوگئی ہے، یا الفاظ میں تقدم و تأخر ہوگیا ہے، کتابوں اور مقالات کے ماہ و سالہائے اشاعت میں بھی غلطیاں موجود ہیں، ایسے اندراجات جو نامکمل ہیں یا ان کے متعلقہ صفحات درست نہیں، ان کی تعداد بھی پانچ سات فیصد سے کم نہ ہوگی۔

دارالمصنّفین شبلی اکیڈمی نے ''کتابیات شبلی'' کو نہایت عمدہ معیار پر شائع کیا ہے، اور اس وقت تک بجا طور پر اپنے موضوع پر ایک منفرد کاوش ہے۔

© rasailojaraid.com